

PARHLO PAKISTAN

اب آپ ہر قسم کے ناول ہماری ویب سائٹ
سے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہماری ویب سائٹ ناولز راہٹرز کے لئے آفر
بھی دیتی ہے۔ اگر آپ لکھنے کے شائق ہیں تو ہم سے رابطہ
کریں۔ آپ کے ناولز کے علاوہ ناول کے بہترین ہونے
پر آپ کو کیش پرائز بھی دیں گے

ابھی اپنا ناول EMAIL کریں اور اپنے لکھاری ہونے کا فائدہ اٹھائیں۔

WHATSAPP GROUP : 0318-9992829

PARHLO.COM.PK@GMAIL.COM

”جائے“

فہد جب سے والد اور چاچیاں نکال کر بیڈ سائیز دراز میں رکھ رہا تھا، جب قاریہ نے چھوٹے بچے کے ساتھ ٹرے اس کے سامنے نکل پر تقریباً چکی تھی۔

”تم کچھ اپ سیٹ ہو، خیریت؟“ کپ اٹھاتے ہوئے اس نے ڈیزد ماہ پرانی بیوی کے چہرے کو جانچا۔

”ہوں؟“ قاریہ نے حریف ہونٹ لٹکالیے۔

”ای نے کچھ کہا ہے؟“

گھر میں کل چار افراد تھے امی، ابو، فہد اور قاریہ، ابو تو تھے ہی مگر گوار اپنے کام سے کام رکھنے والے۔ امی سے البتہ قاریہ کی خوب چٹختی تھی، لیکن آج قاریہ کا چہرہ کسی گریڈ کا احساس کروا رہا تھا اس لیے اسے ماں ہی کا خیال آیا۔

”کچھ نہیں۔ بہت کچھ کہا ہے۔“ اس نے بہت کو کافی لہجہ سمجھ کر ادا کیا۔

”پر کیوں؟“ وہ حیرت سے بولا۔

”بچن صاف نہ کرنے پر..... میں جا رہی تھی کہ آپ کی کال آگئی۔ آپ سے بات کرتے وقت کا پتہ ہی نہ چلا، یوں کافی دیر ہوگئی۔ اور پھر انہوں نے میری وہ کلاس لی کہ بس..... اتنی سی بات پر بھی کوئی یوں ڈانٹا ہے بھلا۔ مجھے نہیں رہتا آپ کی امی کے ساتھ۔“ آنسوؤں کی برسات میں بات بتا کر آخر میں اس نے، فہد کو گویا چار سو چالیس والٹ کا کرنٹ مارا۔

”کیا؟“ جائے کا پہلا گھونٹ لیتے ہوئے وہ قریباً اچھلتا اور فوراً کپ ٹرے میں واپس رکھ دیا۔

”جی..... مجھے نہیں رہتا آپ کی امی کے ساتھ آج اتنی سی بات پر ڈانٹا ہے۔ کل گھر پرچوڑی کی۔ اور میں یہ سب بالکل برداشت نہیں کروں گی۔“ وہ زور سے بولی تھی۔

”قاریہ! ای ہیں وہ میری۔ کوئی ملازم نہیں ہیں جو اتنی سی بات پر انہیں گھر سے نکال پھر کر دوں۔ حد ہوگئی ہے۔“ ایک تو آفس سے تھکا ہارا آیا تھا اس پر بیگم صاحبہ کا آنسوؤں سے لبریز فرمائش کرتا۔ اس کا سر محوم گیا۔

”یوں کہیں نا کہ میں ملازمہ ہوں جس کا جی چاہے، ڈانٹنے، جھڑکے۔“ قاریہ کی بات پر وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

”تمہیں پتا ہے نا کہ امی کو صفائی کا کریز ہے۔ کچن اور باتھ روم کی صفائی کے بارے میں بہت پوزیو ہیں۔ پلیز ان کی باتوں کو دل پر مت لو۔ وہ پھیلا داد دیکھ کر ایسے ہی ہائپر ہو جاتی ہیں۔ ورنہ تو وہ تم سے بہت پیار کرتی ہیں۔“ اس نے اسے سمجھایا۔

”آپ تو طرف داری کریں گے ہی۔ ظاہری بات ہے، وہ آپ کی ماں ہیں۔ میری کیا اہمیت ہے؟“ وہ پھر سے زندگی آواز میں گویا ہوئی تھی۔

”بات طرف داری کی نہیں ہے قاریہ! میں تمہیں ایسے سمجھاؤں۔ زندگی کو مشکل بنانے والی باتیں ہیں یہ۔ اور خدا کا واسطہ ہے، یہ گھر میں ساس بہو والا میدان جنگ مت بناؤ۔“ اس نے اپنے

دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا تھا۔

یہ زندگی کو مشکل بنانا ہے؟ میں اپنا فیوچر سیکور کرنا چاہ رہی ہوں۔ کسی بھی قسم کے لڑائی جھگڑے سے بچنے کے لیے میں نے، آپ کی امی سے علیحدگی کا مطالبہ کیا اور آپ کہہ رہے ہیں کہ گھر کو میدان جنگ بنانا چاہ رہی ہوں۔“ فہد کے سامنے وہ روایتی بیوی اور بہن کر خوب بڑبڑاتی تھی۔

”یہ زندگی کو مشکل بنانا ہی ہے قاریہ۔ لیکن تم نہیں سمجھتی۔ اوھر آؤ، یہاں بیٹھو۔“ اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے پہلو میں بٹھانا چاہا۔

”رہنے دیں آپ۔“ وہ ہاتھ جھٹک کر بولی۔

”بات تو سنو میری، آگے جو تمہارا فیصلہ.....“ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے تو وہ بادل خواستہ اس کے پہلو میں ٹک گئی۔

☆☆☆

”میں چھٹی کلاس میں تھا، جب امی نے زندگی

میں پہلی و آخری دفعہ مجھے مارا تھا اور مارا بھی خوب تھا۔ بات صرف یہ تھی کہ کلاس فیلو نے مجھے گالی دی تو جواباً میں نے بھی دے دی اور جھگڑا ہو گیا، مگر شکایت آئی تو امی جاننے سے سب جانتے ہوئے بھی کہ پہل میں نے نہیں کی تھی، مجھے خوب مارا اور کہا کہ میں نے تمہیں حساب برابر کرنا سکھایا ہی نہیں تو تم نے کہاں سے اور کیوں سکھ لیا۔ حساب برابر کر لینے سے زندگی آسان نہیں ہو جاتی۔ نفرتیں اور کدوئیں پیدا ہوتی ہیں۔ مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد میں نے کسی کسی کے برے رویے کا ویسا یعنی برائی جواب نہیں دیا اور حیرت ہوگئی تمہیں کہ پھر کسی سے لڑائی جھگڑا بھی نہیں ہوا۔“

پھر برسوں بعد جب امی کی گود میں سر رکھے میں نے اپنی اس پٹائی کے یاد ہونے کا ذکر کیا تو وہ مسکرائیں اور کہنے لگیں۔

”تمہیں زندگی کی وہ ماریاد ہے جو صرف تیراری



میں بھی تمہیں ڈانٹ سکتا ہوں، مجھ سے بھی علیحدہ ہو جاؤ گی۔ علیحدگی مسائل کا حل نہیں ہوتی۔

ای بے شک ماں ہیں میری، اور بہت اچھی ہیں لیکن ہمارے علیحدہ رہنے پر کیا وہ تم سے بدظن نہ ہوں گی کہ تم نے ان کے بیٹے کو ان سے چھین لیا۔ ایک ان دیکھی سرد جنگ تم ساس بہو میں ٹھن جائے گی اور بچ میں میں پسوں گا۔ یہ زندگی کو مشکل بنانا نہیں ہے کیا؟ ایک دوسرے کو نچا دکھانے کی کوشش کرنا یہ زندگی کو مشکل بنانے کے زمرے میں نہیں آتا؟ اس کے دلا سے پوچھنے پر قاریہ کی صورت رونے والی ہوئی۔

”آہم سوری۔“ وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔
”اٹس اوکے۔ لیکن ابھی مجھے مستحق قریب کا وہ نقشہ بھی کھینچتا ہے کہ تم امی سے علیحدہ ہو کر کیسی خوں خوار اور جنگلی قسم کی ملی اودہ، سوری میرا مطلب ہے بیوی بن سکتی ہو۔“ وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتا ہوا کہہ رہا تھا۔
”کہہ تو دیا ہے سوری۔ اب کیا بچی کی جان لیں گے۔“ قاریہ نے صوفے سے کٹھن اٹھا کر اس کی طرف اچھالا۔

”سوری سے کام نہیں چلے گا۔“ اس نے کٹھن کچ کر کرتے ہوئے مصویت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔
”تو پھر۔“ قاریہ کا دل زور سے دھڑکا۔
”چار کپ چائے بناؤ۔ امی ابو کے ساتھ ان کے کمرے میں بیٹھ کر بیٹیں گے۔“ وہ مسکرا کر بولا تھا۔
”آپ بھی نا..... ذرا ہی دیا مجھے۔“ وہ منہ بنا کر بولی۔

”اور ہاں سنو! ایسی نہ بنانا جیسی میرے لیے بنائی تھی۔ چینی کی جگہ مرچیں جمونک دی گئیں۔ وہ بھی پاؤ بھر۔“ کانوں کو ہاتھ لگا کر تو بہ تو بہ کرتا ہوا وہ باہر چلا گیا۔ قاریہ نے چائے کو دیکھا تو اس کی شکل سے ہی پتا لگ رہا تھا کہ واقعی غصے سے بڑبڑاتے ہوئے وہ چینی کی جگہ مرچوں پر ہاتھ صاف کر چکی تھی۔

☆☆

بھلائی کے لیے تمہی ماں کی وہ محبت یاد نہیں ہے جس محبت سے اس نے تمہیں پالا پوسا اور جوان کیا ہے۔ اس ہاتھ کا پتھر یاد ہے، اس ہاتھ کے وہ نوالے یاد نہیں ہیں جو کئی برسوں تک تمہارے منہ میں ڈالے ہیں۔ اپنے جسم کے نکل یاد ہیں، وہ سارے جن یاد نہیں ہیں جو تمہیں خوش کرنے کے لیے سر پر انز بردھ ڈے اور یوژین حاصل کرنے پر کفٹس دینے کے لیے کیے گئے ہیں۔

تمہارا قصور نہیں ہے۔ ہم سب کی خامی ہے کہ ہم زندگی کے خوش گوار دن یاد نہیں رکھتے۔ کسی کی دی گئی ایک تکلیف کو اس کی طرف سے خٹے والی ساری خوشیوں پر حاوی کر لیتے ہیں۔ کہتے ہیں پہلے رشتے مضبوط اور زندگیاں آسان گھس۔ ایسا کیوں تھا؟ وہ اس لیے کہ پہلے خٹہ روئے اور دل دکھانے والی باتیں اکٹوری جاتی گھس اور اچھی یادیں اور روئے یاد رکھے جاتے تھے۔ اس کے برعکس اگر آج ہمیں اپنی زندگیوں کی شکل ملتی ہے تو صرف اس لیے کہ ہم صرف متقی روئے اور دل دکھانے والی باتیں یاد رکھتے ہیں۔

فہد کے لیے اور آنکھوں سے ماں کے لیے محبت صاف جھلک رہی تھی۔

☆☆☆
”اور اب تم اپنی طرف دیکھو امی تمہیں کتنی چاہ سے محبت سے بیاہ کر لائی ہیں۔ تمہارے سارے چاؤ جو نچلے پورے کیے۔ تمہارے سارے لاؤ اٹھائے۔ ایک دن ڈانٹ دیا تو تم نے ان کی ساری محبت اور چاہت کو بھلا دیا۔ حالانکہ انہوں نے ڈانٹا بھی تمہاری بھلائی کے لیے کہ زندگی بے شمار پیاریوں کا سبب بن سکتی ہے۔ لیکن تم نے ان کی اس ڈانٹ کی افادیت پر غور ہی نہ کیا اور ان سے علیحدہ ہونے کا بھی فیصلہ کر لیا۔“

وہ قاریہ کا ہاتھ تھامے دھیرے سے کہہ رہا تھا۔
قاریہ کے چہرے پر شرمندگی صاف نظر آرہی تھی۔
”اور باخترس ہم علیحدہ شفٹ ہو جاتے ہیں تو